قبلہ مشتبہ یا معلوم نہ ہونے کے احکام

قبلہ معلوم نہ ہو تو کیا کرے:

سوال: زید نے ناواقفیت کی وجہ سے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا نہ کی، کچھ فرق رہ گیا، بعد میں معلوم ہوا تو یہ نماز واجب الاعادہ ہوگی یا نہ، جبکہ زید کو قبلہ معلوم نہ ہو، خواہ واقعہ سفر کا ہو یا گھر کا؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اگر قبلہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو، مثلاً کسی مسجد کے رخ سے یا ستاروں سے یا قطب نما وغیرہ سے، اور نہ ہی وہاں کوئی ایسا آدمی ہو جو قبلہ کی رہنمائی کر سکے، تو تحری فرض ہے، یعنی حسب قدرت غور وخوض کرنے پر جس طرف قلب شہادت دے، اس طرف نماز پڑھ لے، نماز سے فراغت کے بعد اگر اس جہت کا غلط ہونا ثابت ہو جائے، تو نماز کا اعادہ واجب نہیں اور اگر قبلہ دریافت کرنے کا کوئی ذریعہ موجود ہوتے ہوئے بھی اس سے کام نہیں لیا بلکہ تحری کر کے نماز پڑھ لی، تو اگر جہت قبلہ کی طرف رخ کیا ہو، یعنی بیت اللہ کی ہر دو جانب ۴۵ درجہ کے اندر ہو تو نماز ہوگئی، ورنہ واجب الاعادہ ہے، اگر قبلہ دریافت کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہونے کی حالت میں بدوں تحری نماز پڑھے گا، تو یہ نماز صحیح نہ ہوگی، اگرچہ صحیح سمت کی طرف ہی پڑھی ہو، بلکہ اگر نماز کی حالت میں یقین بھی ہو جائے کہ اس کا رخ صحیح سمت کی طرف ہے، تو بھی نماز نہیں ہوئی، البتہ اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس سمت کی صحت کا یقین ہوا، تو یہ نماز واجب الاعادہ نہیں۔

قال في العلائية: (ويتحرى) هو بذل المجهود لنيل المقصود (عاجز عن معرفة القبلة) بما مر (فإن ظهر خطؤه لم يعد)؛ لما مر.

وفي الشامية: (قوله بما مر) متعلق بمعرفة، والذي مر هو الاستدلال بالمحاريب والنجوم والسوال من العالم بها، فأفاد أنه لا يتحرى مع القدرة على أحد هذه، حتى لو كان بحضرته من يسأله فتحرى ولم يسأله إن أصاب القبلة جاز لحصول المقصود وإلا فلا. (رد المحتار: ١/٤٠٣) (١)

وفي العلائية: (وإن شرع بلا تحر لم يجز وإن أصاب) لتركه فرض التحري إلا إذا علم إصابته بعد فراغه فلا يعيد اتفاقاً.

وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى: (قوله وإن شرع) الضمير راجع إلى العاجز: أي إذا اشتبهت عليه

(١) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب مسائل التحري في القبلة: ١/٤٣٣، دار الفكر بيروت. انيس

القبلة وعجز عن معرفتها بالأدلة المارة فقبلته جهة تحريه،فلو شرع بلا تحر لم تجز صلاته مالم يتيقن بعد فراغه أنه أصاب القبلة لأن الأصل عدم الاستقبال استصحاباً للحال، فإذا تبين يقيناً أنه أصاب ثبت الجواز من الابتداء وبطل الاستصحاب،حتى لو كان أكبر رأيه أنه أصاب فالصحيح أنه لايجوز كما في الحلية عن الخانية،ولو تيقن في أثناء صلاته لايجوز خلافاً لأبي يوسف رحمه الله تعالىٰ لأن حاله بعد العلم أقوىٰ وبناء القوى على الضعيف لايجوز.(رد المحتار: ۱/۴۵۱)فقط والله تعالىٰ أعلم

۱۶/رجب ۱۳۸۸ھ-(احسن الفتاویٰ:۲/۳۱۸-۳۱۹)

قبلہ کا رخ معلوم نہ ہو تو تحری کا حکم:

سوال: قبلہ کا رخ معلوم نہیں تھا تحری کر کے نماز پڑھی گئی، خالد صاحب بعد میں آئے، انہوں نے دیکھتے ہی کہا کہ رخ غلط ہے، ان کے پاس قطب نما تھا، قطب نما سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ ٹھیک مابین شمال ومغرب نماز پڑھی گئی تھی، آیا اس نماز کو دہرانے کی ضرورت تھی یا نہیں؟ کیونکہ بعض علما کہتے ہیں کہ قبلہ کا رخ یہاں سے مابین گوشۂ شمال ومغرب وگوشۂ جنوب ومغرب ہے، ان کے درمیان کس رخ پر نماز پڑھیں؟ بعض علما کا یہ قول صحیح ہے یا غلط؟

الجواب ــــــــــــ حامداً و مصلیاً

جب قبلہ کا رخ معلوم نہیں تھا اور کوئی بتانے والا بھی نہ تھا، تحری کر کے نماز پڑھ لی، تو وہ نماز درست ہوگئی، اگر چہ بعد میں معلوم ہوا کہ غلط رخ پر پڑھی گئی ہے، اس کا دہرانا لازم نہیں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔ الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۵۲۶) ☆

(۱) "(ويتحرى)هو بذل المجهود لنيل المقصود (عاجز عن معرفة القبلة)بمامر(فإن ظهر خطؤه لم يعد)لمامر". (الدر المختار)وقال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ:"(قوله بمامر)متعلق بمعرفة،والذى مرهو الاستدلال بالمحاريب والنجوم و السوال من العالم بها،فأفاد أنه لايتحرى مع القدرة علىٰ أحد هذه".(رد المحتار،كتاب الصلاة،باب شروط الصلاة، مطلب مسائل التحرى في القبلة: ۱/۴۳۳،سعيد)

☆ اگر قبلہ مشتبہ ہو جائے:

سوال: ہم لوگ ٹرین میں سفر کر رہے تھے، اندھیری رات تھی، قریب میں جو لوگ تھے، وہ غیر مسلم، جن کو سمت معلوم نہیں تھی، ایسی صورت میں ہمیں کس طرح نماز ادا کرنی چاہئے؟ (عبدالسمیع، ناندیڑ)

الجوابــــــــــــ

اگر قبلہ کی سمت مشتبہ ہو جائے، نہ آسمان میں کوئی ظاہری علامت ہو، نہ سمت بتانے والا آلہ موجود ہو، نہ قریب میں کوئی ایسا شخص ہو جو سمت کی رہنمائی کر سکے، تو اپنے رجحانِ قلب پر عمل کرنا چاہئے، جس طرف قلب کا رجحان ہو کہ ادھر قبلہ ہوگا، اسی رخ پر نماز ادا کر لے، اگر مختلف لوگوں کا الگ الگ رجحان ہو اور کسی ایک جہت پر سبھوں کا اطمینان نہ ہو سکے، تو ہر شخص اپنے رجحان کے مطابق نماز ادا کر لے۔

"وإن اشتبهت عليه القبلة وليس بحضرته من أهل ذلك المكان من يسأله عنها اجتهد". (الكبيرى: ۲۲۰)

(کتاب الفتاویٰ: ۲/۱۵۹-۱۶۰)